
AKHBAR
OUDH PUNCH
جلد ہشتم
Volume. VIII
1923
LUCKNOW
۱۹۲۳
اودھ پنچ
अखबार
अवधपंच
लखनऊ

جلد ۵ نمبر ۳۰

مضامین غیب

مورخہ ۵ اکتوبر ۱۹۲۳ء

نوادر تاریخی

(۱)

مولانا پنچ - بجائے سلام آیۂ فلا اقتحم رود دریا بار - واللہ نیزہ بھر آب خجالت و عرق ندامت میں غرق ہوں کہ مدت سے آپ کی خدمت میں حاضری نہ دے سکا اگرچہ طغیانی کا عذر بار دپیش کر دوں کیا سنے کہ کم و بیش اسی قسم کے عذرات کا رواج ہے - اور ستمبر سے یکایک پانی برسنا شروع ہوا - لوگ کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت عرب میں ہنیتور کا رواج تھا - خشک سالی بسطرح دفع کی جاتی تھی کہ ایک گائے پکڑ لاتے تھے اس کی دُم میں ایلوے کی چھال کی پھرکیاں یا ڈنڈیاں پروتے اور چربی مل کے آگ لگاتے پھر اسے پہاڑ کی طرف بھگا دیتے تھے - گائے کے موتنے سے بادل اور بجلیاں سے رعد کی نال لیتے تھے دُم کی شرر ریزی کو برق کا شگون سمجھتے تھے - ممکن ہے کہ عرب والوں نے اہل ہند کو ستانے کے لیے ہم کہنہ تازہ کی ہو ہنیتور سے شفاعت کے خواستگار رہے ہوں اور گئو ماتا کے تھن میں پہنچا آیا ہو تل دھار اور پھوہار سا شروع ہو اور بند ہو ... ہم گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ مسلسل رحمت کی سیل اہل شہر کو گھیرے رہی - بہرے خدا خدا کر کے تو فانی رحمت نے دامن سمیٹا مگر مصیبت تنہا نہیں آتی تو فانی کھلی تو رحمت تحتانی نے زور باندھا - ورنتی نے گنگا جانی شروع کر دی پنجشنبہ صبح من تو قعہ صبح ہی تو تہ سیلاب - واٹر ورکس پنجسی تیرا دل - بی گومتی کو دیکھے اور کس سیلاب کو حیران ہوں کہ کسے گومتی کہوں یا گنگوتری

(بر حکایت بیتوہ) بروایت راجپوت گورنمنٹ کمر گلاب سنگھی زمیندار کچھریاد (بجوت راچھیا) لکھتے ہیں کہ موضع بجرہ تحصیل رواتاگنج ضلع ... میں ایک سیل خشک تھی اور ماہ ساون سے وہاں پانی نہیں برسا تھا کچھ گائیں پانی کی تلاش میں جھاڑ میں آ ئیں جب پانی نہ ملا تو ایک گائے نے زور سے چھڑا کی دیکھو راگ گائی ایک گڑھے سے پانی کا چشمہ ابل پڑا اور وہاں کمر کمر تک پانی ہو گیا تو لوگوں نے پیاس بجھائی اب وہاں سیلاب رہتا ہے - جاپانیوں اور لکھنؤ کے کوئی علاقہ نہیں ان دونوں ایک ہی گورنری کے ماتحت ہیں ممکن ہے کہ یہاں بجو مادہ کے بجائے کوئی گاودم اس سیلاب کا باعث ہو اور کوئی سوتا بجرہ سے ملا ہوا یہاں پھوٹ نکلا ہو - ایک ضعیف روایت میں یوں بھی وارد ہوا ہے کہ سابق گورنر اودھ سر ہار کورٹ بٹلر رنگون کے گورنر ہیں وائسرائے نے سیلاب و زلزلہ جاپان کی ہمدردی میں چندہ کا تھیلا کھولا تو مسٹر بٹلر کا دل بھی پسیجا مشہور شعر ہے؂

گر دل درست بحر و کان باشد

دل و دست خدایگان باشد

شہر لکھنؤ مسٹر بٹلر کا محبوب شہر ہے یہاں آپ کی یادگاریں قائم ہیں - بٹلر روڈ ہے بٹلر لائبریری وکٹوریا پارک میں بننے والی ہے - جاپان پر دریا دلی دیکھ کے ان یادگاروں کے منھ میں بھی پانی بھر آیا - اور انشاء پانی عاشق کی طرح اس غرض سے ڈوب مرنے پر تیار ہو گئیں کہ شاید جنازہ بٹلر صاحب کے خرچ سے اٹھے گا - مدفن پر تشریف لا کر بٹلر صاحب دو آنسو بہا ئینگے - حالانکہ ابھی تک وہاں غرور و ناز نے عاشق کی مزاج پرسی بھی نہیں کی شہر (عاشق) نیز بزبان بے زبانی لاچاری ٹوڑی ٹھیکا بجا کے گا رہا ہے -

اگرچہ حضرت بٹلر کا دل ہے اک دریا

چگونہ دریا کاں را کنارہ پیدا نیست

نہ خود خوشنودم و اندراں نہ پیام دگر

گناہ غیبت من دست ایں گناہ ام نیست

جہاں جائے بجو کا وہیں پڑے سو کھا؂

قدم نا مبارک و مسعود شوگر چہ یار رود برآید دود

ایک طلبہ نواز ساز نگی زبن راوی سے مروی ہے کہ نہ یہ ہے نہ وہ ہے در اصل شہر پر سارنگا کی بارش بیٹے سارنگا اور ریا کی تر گرستی سے طاری جاتی تھی کچھ ایسا ہوگ پڑا کہ دریا کا بند ٹوٹا ٹوٹ گیا - لہرکا لہرا دون تک پہنچ گیا سیکھ راگ نے یہ پہاڑ ثمرد کھا جب تک جاپان سے دیپک راگ کا کوئی نہ بلایا جائے اسوقت تک اس پانی میں آگ نہ لگے گی حضرت موسیٰ نے جب خدا کے حکم سے پتھر پر عصا مارا تھا تو بارہ چشمے پھوٹ نکلے حکم ہوا موسیٰ ہی وہ ہر سے ان آوازوں کی حفاظت کرو موسیقی کی ابتدا ہی پانی اُبلنے سے ہوتی ہے - سارنگا بھی ایک بڑے ماہر موسیقی کا نام تھا جس نے صدہا آلات موسیقی ایجاد کیے ہیں اسکے ہمنام دریا نے اگر بے وقت کی بھیرویں بجا دی تو جائے تعجب نہیں - اگر بٹلر صاحب یہاں موجود ہوتے جنکے عہد میں سارنگا کی نہر کھودنے کی تجویز ہوئی تو شاید عالم علوی سے نہ سہی سفلی سے ضرور بٹلرق کی صدا آتی - موسیقار کو فارسی میں سمندر کہتے ہیں - سمندر ہی کا اثر کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا -

بہرحال روایات مختلف ہیں ان تاریخی نوادر کا صرف یہی نتیجہ صرف اسقدر ہے کہ سارا شہر غرق دریائے رحمت ہے حسین آباد مبارک کی نہر چشم عزا اور بیچ کوئی ناشناور جائے تو سیدھا حوض کوثر روانہ ہو جائے رئیس منزل اور شریف منزل پر بخار آتشیں محل غرق رحمت اور اول الذکر تین محلوں میں غریب رہتے ہیں مگر شیش محل کے شیشہ آئینہ میں ڈو بسا کے نوڈوبیں خدا جانے کیا ہوگ پڑا کہ تختۂ آئینہ تختۂ آب بنا کیا پہنے کہ یہاں دل میں جتنی سمائی ہے سمندر کی تھاہ مل سکتی ہے مگر دل کی تھاہ نہیں - آصف الدولہ کا دام ہاڑہ تو نہیں مگر رومی دروازہ میں گھٹنوں گھٹنوں پانی ۱۹۱۵ء کے سیلابی نقصان اتجربہ سے ایک ہاتھ پانی بلند - ہاں سچ ہے جو آب از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یک دست " دریا دل مرحوم نواب اودھ اتنی بڑی عمارت بنا گیا ہے کہ ہم ایک آڑے وقت میں غریبوں کو پناہ دیتی ہے - پار کے محلہ کا بیڑا پار ہے

اپنے ڈوبے کہیں اُبھرتے ہیں

میڈیکل کالج کا بورڈنگ سرطانی پھوڑا ہے ہر طرف سے سرنگ۔ چھتر منزل کا چتر بالائی آفت کو روکتا ہے قدسیوں کی خبر نہیں۔ آرٹ اسکول کا نقشہ دفتر بے معنی کی طرح غرق آب جس تصویر کو دیکھئے آبی رنگ نظر آئے کالون اسکول کے جغرافی اٹلس میں بحر اعظم کا پتہ نہیں ہر طرف محیط اعظم کیننگ کالج کی لیبورٹری ہوا سے پانی بنانے میں مصروف۔ کبوتر والی کوٹھی کو تیرنا لازم ہوتی محل میں آپ موتی آبرو کو کھو گئے۔ شاہ نجف ساقی کوثر کے روضے کی نقل ہے ؎

پیاسو یہ ہے سبیل شہیدوں کے نام کی

راجہ صاحب بہادر محمود آباد کا بٹلر پیلس مسٹر شیخ فضل حق مسٹر ... حسن عال جوڈیشل کمشنر و سابق سکرٹری مسلم لیگ کے بنگلہ میں بٹلر پیلس سے محبت کی۔ ٹیپ ... پہونچے حسین آباد ... ہے۔ تحصیلی کچہری کا تمام ... صیغہ آمد خرچ کی موقوف۔ ندوہ کا کچھ معلوم ہے۔ دہقان علیاں کی مسجد آب آب ... نماز ہی برخاست۔ دفتر زراعت۔ زراعت ہی دریا برد ہے تو دفتر کیسا۔ اب آبپاشی کا صیغہ ابی ہے۔ مارے گھبراہٹ ہی موج کے بجائے پانی کی لہر جانب خانہ کی مردہ مچھلیاں گورنمنٹ کے ملازمین ... جنت میں فعال ہیں۔ بیر گودام کا آب آتشیں سیال ہے۔ دریا نوش رعایت شرابی منہ موڑ گئے۔ بیرل ... آبی کاغذ بنائی رہے گی۔ نالے نالہ زنی میں مشغول ... ہیں۔ تالابوں کی مچھلیاں دریا میں دریا کی تالابوں میں زنجیر موج نے قید سے رہائی بخشی۔ الٹی تاثیر دکھائی ؎

عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا

آج ستمبر کی ۲۹ تاریخ پیمانہ میں ساڑھے سترہ فٹ پانی دکھائی دیا۔ سطح دریا سے پیمانہ ۲۶ فٹ بلندی پر لگایا گیا ہے یعنی ۳۰ فٹ کی موٹی چادر نے دریا کو لپیٹا ہے ... پیراہن خود گنبد ... ماتم ... چادر رحمت ... بعض جگہ دریا کے دونوں طرف بارہ بارہ میل تک سوائے پانی کے کچھ دکھائی نہیں دیتا ... پانی میں ڈوب جاتے ہیں دیکھئے کب یہ پانی ڈھلتا ہے۔ امید ہے کہ اب سال بھر تک سوکھا پڑنے کی شکایت کسی کو نہ ہوگی۔ کیسے بڑی مصیبت کا ... کیا کرے۔ عربی شاعر کہتا ہے ؎

شدت بلیغ کی ایک نمو بھول گیا

... عناد و بل زاد داخت ج

پہلے بیتور کے ذریعہ سے سفارش شروع ہوئی ... بھی پوری نہ ہوئی بلکہ کال اور سوا ہو گیا ... نوادر کی فہرست میں اگر مولانا پیچ کی دو دو بھی ... تو مناسب ہے۔ ایسی دعا نہ مچائی کہ عالم کو ... اے پانی اے پانی۔ ایک مستجاب الدعوات کا یہ بے صبری سے دعا مانگنا خالی نہیں جا سکتا۔ اوپر سے آواز آئی اے پانی اے پانی۔ ہا ایسی ہیبت ہم اس نادرہ کو بھی بھول نہیں سکتے۔ واللہ کیا دھلن کی صفائی ہے گویا ... پانی ڈھل گیا آنکھ میں ... ہی نہیں ... گھٹنوں تک پانی میں ڈوبی ہیں پھر بھی پکار مچائے جاتی ہیں ... کوئی حاجت ہے (حاضرت) یہاں ... علیہ کا یہ حال کہ مسل مقدمہ مثل ... دست جیب میں ... دست بستہ میں ... پائجامہ گھٹنوں تک چڑھ جائے ... پیا پار لگا دے ... چپ چاپ کرتے چلے جاتے ہیں سڑک کی مجرمین کچہری میں گڑھے ... گڑھے میں جاتا رہا ... وکیل صاحب نے فرمایا زیارت قبول ... جرات ... بجھا دیے کیا ... پوچھا اور پھر آگے بڑھے۔ کچہری کب پہونچے ... آدمی سے ... جب ساری ... پوری ہو چکیں تو معلوم ہوا کہ تاریخ ... گئی جج صاحب پہلے ہی سے ... حاضری کو خفیہ بنا چکے تھے۔ وکیل صاحب نے عمل حاضرات ... صرف عدم پیروی میں خارج نہ ہونے کے خاطر پڑھا تھا ... باجازت نسبت میں عدالت کا فیض ... نہیں کچھ ... اور چلے آئے اگر سڑک میں ... تختہ پر کھو دیا جاتا۔ آج ... پانی ہو کر دیکھا جائیگا تو غریب مقدمہ بازوں کی تکلیف کا دریا نیزوں پر چڑھتا۔

طوفان و طغیانی کا ایک اور تاریخی نادرہ روزگار ... ابھی ... خوبصورت عمارتیں تباہ ہو جائیں

گیس کے نل پھٹ جانے پر تیل کی ٹنکیاں بھڑک اٹھنے سے ہزار ہا ... سے مادر سخاوت کے واسطے جاذب کا غذ بن جاتی ہیں بشرطیکہ یہ عمرانی حالت تہذیب و تمدن حال نے پیدا کی ہو ... جاپان کی تباہی نے ہم کو سمجھایا۔ جاپان یہاں سے ہزاروں میل دور ہے۔ زلزلہ آیا۔ پانی کے نل پھٹے گیس کی خوبصورت نازک نلکیاں چٹخیں آگ لگی بھیا آگ ہندوستان میں جاپان ریلیف فنڈ قائم ہوگئی۔ آنکھوں دیکھا ... کانوں سنتے ... اہل دل و دولت کچھ خوشامد کے مارے کچھ نام کے مارے کچھ ناموری کے مارے متوجہ ہوگئے مگر ابھی تک سوائے عام رعایا کے کوئی ... اور لکھنؤ کی جانب متوجہ نہیں ہے۔ ... صاحب نے اودھ ریلیف فنڈ کا افتتاح نہیں فرمایا یعنی گھاس تو یہاں ہے مگر جاذب ... محض تباہی جان و مال سے کوئی علاقہ نہیں رکھتی۔ ... کے لیے شرط ہے کہ زلزلہ آئے اور ایک خود مختار ملک میں آئے جس میں ٹنکیاں بھی ہوں نلکیاں بھی ہوں۔ یہ صفت غارت شدہ ہندوستان میں کہاں ہے۔ یہاں تیل نہیں بہتا خوبصورت فرنیچر کے ٹکڑے نہیں دکھائی دیتے۔ ... ٹوٹی پھوٹی ... بہتی چلی آتی ہیں ... کرے گی ... بیٹھنے والے ... کی خیر صلاح کون پوچھے کس کو غرض پڑی ہے۔ الغرض اللہ باقی من کل فانی ... تو یہ فانی۔ ٹیگور کے ناول ... ہی کا ذکر زیب دیتا ہے۔ جاپان اور ہندوستان کی ... بڑے بڑے ... کی تباہ ... سفر کے رسالہ دین و دنیا ... میں جاپان کی نسبت سفر ... مسعود صاحب کی زبانی ایک ... درج ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے وزیر اعظم جاپان سے پوچھا آپ کی قوم خدا کی نسبت کیا عقیدہ رکھتی ہے؟ وزیر اعظم نے جواب دیا خدا کبھی اس ملک میں نہیں آیا نہ ہم اسکو اس ملک میں گھسنے دینگے۔ ایسی ... باتیں کرنے والا ملک جو خدائی سے باہر ہو نادرات میں داخل ہے اسکی طرف ضرور توجہ کی جائے

خضر صاحب راجہ مہاراجہ کو سنو

سو در خرابوں سے کیا بری ہیں سب در
مسجد میں ہے کیا شیخ جو میخانہ نہ ہو الہ

(۲)

بعض نوادر سے تاریخ خالی ہے مضمون نگار رونق ان نادرات کی چھان بین بھوڑ پٹنگ شروع کردی ہے مثلاً روم کی تاریخ میں بکرم آدت اور جولیس سیزر (قیصر) کی کشتی کا ذکر بھولے سے رہ گیا۔ بکرم آدت سمت کی بنا سے چار سال پہلے اجین چھوڑ کے دہلی کی سلطنت پر مستولی ہوا اور وہیں رصد خانہ قائم کیا طوفان کے ۳۰۴۱ بعد اور ولادت عیسیٰ سے ۹۹ سال قبل جولیس قیصر مقدونیہ کا بادشاہ ہوا۔ دونوں کا زمانہ ایک ہے۔ بکرماجیت نے رصد خانہ بنانے کے بعد اپنے نام کا ایک سمت جاری کرنا چاہا وزیر نے عرض کیا کہ سمت وہ جاری کرے جو روئے زمین کا بادشاہ ہو۔ جولیس قیصر کی زندگی میں یہ دعوے زیب نہیں دیتا۔ پس حضور نے جب اپنا سمت جاری کیا تھا تو اپنا گھوڑا تمام دنیا میں پھرا لیا تھا۔ بات ذرا سی گتھی ہوئی تھی وکرم آدت نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ پانچ ہزار راجپوتوں کو ساتھ لے کے خشکی کے راستے روم پر چڑھ دوڑا اور وہاں سے اپنا حلقہ بگوش بنا لیا یعنی کشتی میں زیر کر لیا۔ میاں جولیس صاحب بارہیں قیصریت ہندوستان آئے۔ راجپوتی فوج والے کہتے جاتے تھے جیسے پکڑ لائے حبشی جنگل سے پکڑ لائے ہیں مگر یہ امر پردۂ خفا میں تا حال باقی ہے کہ میاں جولیس جو یہاں تشریف لائے تو پھر ان پر کیا گزری۔ راوی معتبر سے مروی ہے کہ میاں جولیس ہندوستان پہنچتے ہی سائیسوں کے ساتھ اصطبل میں کام کرنے لگے جولیس سے انکا اسم گرامی بنا بر کثرت استعمال و تغیرات مجلسا مشہور ہوا۔ مگر ان کو گوشت خواری کی عادت تھی لہذا لید اٹھانے کی خدمت انکی ڈیوٹی بالدست میں کر دیگئی یہاں [illegible] باقی تھا کیے بعض امر العمد نفرۃ ہمکو کا یہ اثر ہوا کہ پھر انکو گوشت کے نام سے نفرت ہوگئی۔ کیسر [illegible] نوکر تا ہے کہ وہ شخص مجلسا کیسر (قیصر) کی اولاد سے ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک دہلی میں راجپوتوں کا راج تھا کیونکہ سمت بکرمی کی ابتداء فتح دہلی کے چار سال بعد ہوئی تعجب ہے کہ وزیر گھنکھر ہیرا کی نظر روم تک گئی اور اجین سے دہلی تک نہ پہونچی۔ قران اعظم چہارم کے اوسط اول کے ۶۰۰ (۴۹) سال بعد بکرم آدت تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور جلوس کے چوتھے سال دہلی کو فتح کر کے رصد خانہ اور سمت کی بنا ڈالی غریب جولیس قیصر کو مرتا مرتا ہی چار سال کے اندر ہو گیا اور اسکے سامنے سمت چل نکلا۔ اپنے تھانے کی خدمت ۱۰ سال تک انجام دینے کے بعد ایک دن وزیر گھنکھر ہیرا نے راجہ سے سفارش کی کہ حضرت اب اسکی جان چھوڑ دیجئے فرانس میں اودھم مچا ہوا ہے راجہ کو اتنا معزز قیدی دوسرا کہاں سے ملتا پھر بھی وزیر کی سفارش قبول کی اور وطن جانے کی اجازت دیدی۔ وطن پہونچتے ہی جولیس عرف مجلسا کیسر نے فرانس پر چڑھائی کردی اور اسی قران کے سنہ ۳۰۴۳ میں فرانس فتح کر لیا۔ رائے منولال فلسفی نے اپنی کتاب تاریخ میں اور راجہ کندن لال اشکی نے منتخب تنقیح الاخبار میں صرف یہیں لکھ دیئے یہ واقعات ان کو نہ مل سکے۔

ہندوستانی راجاؤں کے نوادر دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں لہذا اب جانب بعض واقعات مصنف فرماتے ہیں اگر یہ معان نظر دینے کی عینک لگا کے دیکھیے گا تو نئے ایڈیشن اودھ میں یہ واقعات اسطرح صاف نظر آئینگے جیسے لارڈ ریڈنگ کا وصف عدل بدقسمت ہندوستان میں برائے نام مشاہدہ ہو رہا ہے مثلاً سمراٹ یک دسمنہ ۱۳۰۰ کلجگ کا معاصر ایران میں جمشید تھا جب یہ بہت بڑا بادشاہ اور خدائی کا دعوے کرنے لگا تو راجہ بستر دنگی نے ضحاک عرب کو اس پر مسلط کر دیا اور اسکے کندھے پر دو سانپ پیدا کر دیئے تو نبی والے داری اسی کی اولاد سے ہیں۔ راجہ سود اس عرف بھیکم نے (سنہ ۱۲۶۶ کلجگ) فریدوں کو مدد پہونچائی اور کاوہ کو حکم دیا کہ ایران کا صدر فریدوں کو بنائے فریدوں کثرت استعمال سے پردھان ہو گیا جسکے معنی صدر نشین کے ہیں سنہ ۱۹۳۱ کلجگ میں کیسی کے وزیر بشروا نے اسے زہر دیا اور خود دہلی کے تخت پر بیٹھا راجہ بشروا کا ایک بیٹا

منا ایران کا تخت راجہ منو کو بخش دیا جو تمام منو چہر بانی ایران ہوا۔ سنہ ۲۱۸۲ کلجگ میں اس بھیج راجہ کا لڑکا جسکا نام کیکاؤس تخت نشین ایران ہوا۔ ظلے ہذا القیاس مہا بھارت میں ایک لڑکا بابچ ردھ بان تھا اسکی عمر چار سو چون سال کی تھی روبانی کے صلہ میں تاتار کا ملک اپنے ملا اور الغوخان کے نام سے مشہور ہوا قران اول کے اوسط چہارم میں پیوسوا جار کا ستارۂ اقبال چمکا اور راجہ جدھشٹر نے بزرد کفش بانی ایران کا تخت اسے عنایت کیا۔ پیوسرا جار افراسیاب بن پشنگ تھا خدا کی قدرت ہے اوسط دوم قران اعظم چہارم میں پشنگ کا بیٹوں کی سلطنت اجین سے ختم ہوئی مگر انھوں نے چلتے چلاتے ایک کمڈ ہبر اپنی سلطنت کا ٹکڑا نسواد معولی کو عنایت کر دیا کمڈ ہبر کا نام مقدونیا ہوا اور مکنسوا کا لقب گراویں اول۔ کلوا پتری راجہ شالباہن کی پھوپھی جیو دکھلائی کی لڑکی تھی شالباہن کی [illegible] خوشی میں مصر کی ملکہ بنا دی گئی کلیو پیٹرا کلوا پتری کا بگڑا ہوا نام ہے۔ اسکی شادی کسی نتھوا کے ساتھ ہوئی جو کثرت استعمال سے انطانی ہو گیا۔

الحاصل اس قسم کے نوادر سے صرف پنجاب مطلع ہیں اگر تواریخ ہند کا انتقاد کرنے والے یاروں کو زر نقد دو ڈالر نہیں تو پھر تماشا دیکھیں۔ ہمارا اودھ ملک میں آج نام بڑا اور دو دو قسمتیں ہیں اور دونوں کا یہ حال ہے کہ امرا کے کان میں تنبیاں بجا کے اینٹھتے پھرتے ہیں اس قسم کے افسانہ جات اسلاف پرستی کا اثر کیا ہوگا جب جبلت میں جدن اور بزبانی ہے۔ ایک شاہزادے صاحب اگلے زمانے تھے لوگوں نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ انھیں داستان رستم و افراسیاب پڑھوائیے خدا نے چاہا تو ان میں بہادری کا مادہ پیدا ہو جائے گا۔ پورا شاہنامہ رٹا دیا گیا۔ ایک روز بادشاہ نے امتحانا سوال کیا کیوں صاحب عالم شاہنامہ کا کون سا شعر آپ کے مرغوب طبع ہے صاحبزادے نے شرماتے گردن جھکا کے ناک پہ انگلی رکھی اور فرمایا ابھی اسے تو یہ شعر بہت پسند ہے

منیژہ منم دخت افراسیاب - برہنہ ندیدہ تنم آفتاب

بادشاہ سلامت نے فرمایا یہ شعر کیسا ہے ؎

دیدہ دبیرہ و شکست و بہ بست
یلاں را بر و سینہ و بازو و دست

صاحب عالم کہنے لگے۔ اے ہے یہ تو ظلم ہے بیچارا کلیجہ دھڑکتا ہے!

جدل ہے تو کچھ ہو گا رزو جدل
علی غول ہو یا صاحب رذل

وہ راجہ بکرماجیت جو بیتال سے کشتی لڑ سکتا تھا بروایت ستر و بیتال پچیسی سنگاسن بتیسی افریقی جلسوں کی اسکے آگے حقیقت ہی کیا تھی مگر بکرماجیت کے نام لیوا جبلوا کی سی طاقت بھی نہیں رکھتے۔ نامہ تمام والسلام۔

الراقم ——— ؟

موئے سا حال سے لٹکا قد دریا
فرعون ہنوز می خورد غوطہ بہ نیل

نقل ———

ارباب الملک و انتیز

مولانا پنچ کی نوٹ بک

خدا بخشے بوا نصیبن کو کہا کرتی تھیں دکھائی تھی گنڈیری پھینکا تھا چھلکا ٹھیک ٹھیک میری بہو کا سہاگ بڑھا۔ ہم اہل لکھنؤ کو مبارکبادی دیتے خوشخبری سناتے ہیں کہ خداوند صوبہ نے بمقتضائے رحم و باقتضائے ہمت سیلاب زدگان لکھنؤ کے امدادی چندے میں ایک ہزار روپیہ عنایت فرمایا۔ واللہ ہم تر گئے دن پھر گئے اب ہمیں بھی ٹھیک ٹھیک سہاگ بڑھنے کا یقین ہو جاتا ہے۔ سنتے ہیں کہ گورنمنٹ نے بھی دریادلی دکھائی اور تھوڑے دنوں بعد پانچ ہزار روپیہ منظور فرمایا ہے ؎

پائے ملخے پیش سلیماں بردی
تخفیفات کی گنجائش میں دھکا لگا۔

پانچویں سوار

یعنی جب فراوینگ ڈسٹرکٹ میں شاہی کانفرنس کا چاٹک کھل گیا ہوا خواہان حکومت نے بادشاہ و ملکہ کی خدمت میں وفاداری کے پیام بھیجے خیر یہ تمہید تھی

باہر ہیں۔ مگر مہاراجہ الور صاحب کی تقریر ہو چکی تھی آپ نے فرمایا کہ "میں قومیں ہندوستان کے حکمران طبقہ کا ایک فرد ہونے کی حیثیت سے نہ کہ باشندگان ہندوستان کا نائب بن کر آیا ہوں حق نیابت ادا کروں گا۔ مگر خود مختار حکومت کی حیثیت سے ہندوستان بہت پیچھے ہے۔ اگر تسلیم کر لیا جائے تو رعایا، فلاں و فلاں غلامی افراد کی نیابت قابل فخر نہ ہو تو پھر یہ مہاراجہ کو دامن یار کا صلہ روانہ کر دو۔

جن افراد کی نیابت کا دعوے ہے اگر کانفرنس میں انکی مستقل منزل طلب کی گئی تو مشکل پڑے گی مہاراجہ الور کو کہنا چاہیے تھا کہ میں تمہیں کروڑ غلاموں کے آقایان مطلق العنان کا رسول ہوں کوئی معمولی آدمی نہیں ہوں تو ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ کبھی کا ذکر ہے کہ چار سوار دہلی کا ہے گھوڑوں پر آسن پڑی ہمارے دلی جا رہے تھے اثنائے راہ میں ایک مولوی بدھو صاحب مرزی کی کانی ٹٹوی پر سوار ملے۔ آگے آگے چاروں شہسوار پیچھے پیچھے مولوی بدھو صاحب کا رہوار عالی مقدار۔ اتفاقاً کسی راہگیر نے پوچھا۔ آپ لوگ کہاں جاتے ہیں۔ کوئی جواب دینے نہ پایا تھا کہ مولانا بول اٹھے "ہم پانچوں سوار دلی جاتے ہیں" غلاموں کی نیابت اور شاہی کانفرنس کانی ٹٹوی کی سواری اور شہسواروں کی ہمرکابی!

استہزائے باری

جاپان کے وزیر اعظم صاحب نے دل لگی دل لگی میں خدا کو خدائی سے معزول فرما دیا تھا۔ زندہ ہوں گے تو زلزلۃ الارض کی دل لگی پر اذا انتہم کی پیشین گوئی کے ساتھ دیکھی ہوگی۔ اور معلوم ہو گیا ہوگا کہ کس سے دل لگی فرمائی تھی۔ خدا سے ہنسی ٹھٹھا نہیں۔ خدائی دل لگیوں کا آج کل بازار گرم ہے۔ اخبار یا میں جمہوریت مطلقہ کا آتش فشاں پہاڑ کھلا ہے جرمنی میں بالشوکی خیالات نے پیٹ سے پاؤں نکالے ہیں اگر یہ صحیح ہے تو روم سے سیاں فرانس کی تحت الثریٰ یقینی ہے اور یہ کتنا طالع خولی دل لگی بازی ہے کہ بائیکاٹ اور ڈسٹرکٹ

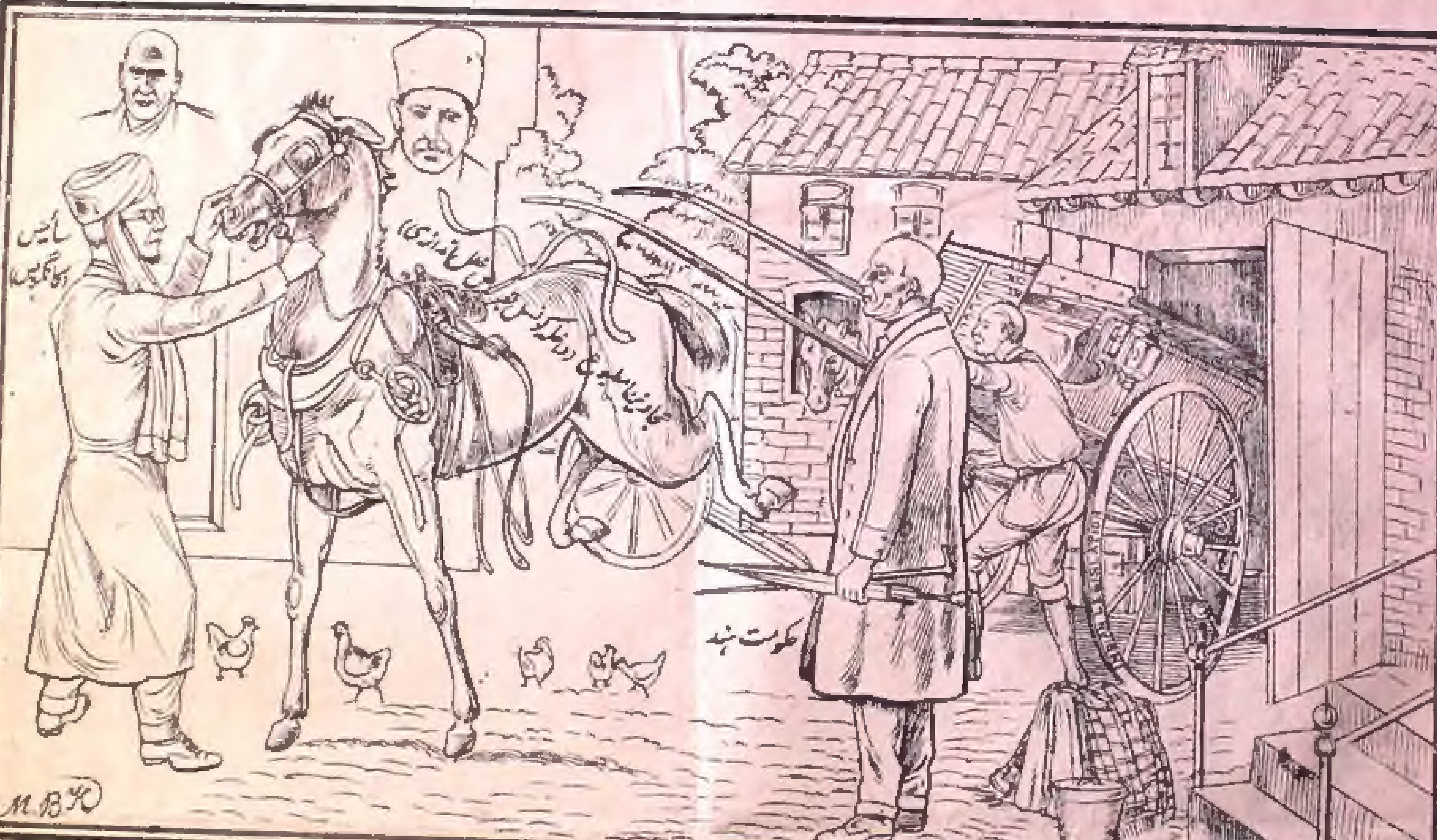
شکست ہوئی روس میں جب بالشوزم کی ابتدا ہوئی تھی تو ایسی دل لگیاں بہت سنی تھیں ہیں تو اس دل لگی کی زد میں آنے والے بہت سے بڑے بڑے ملک دکھائی دیتے ہیں۔ ہنسی کا گھر پھانسی ہوگا گھر کہانسی مشہور ہے۔ کون جانتا ہے کہ جرمنی دفعتہً چادر سے منہ نکال کے آواز نہ دے گا "یا غریب نیستم بیارم" الغرض یورپ کا کوئی مقام خالی دل لگی بازی سے خالی نہیں ہے۔ آئرلینڈ کے حالات کاغذ پر دکھائی نہیں دیتے معلوم ہوتا ہے کہ دل لگی دل لگی میں جمہوریت پارٹی ڈی ولیرا کا گھر بس گیا۔ کھسیانی ہنسی کون ہنسے۔

دنگل

سنتے ہیں کہ بمبئی میں پہلوانوں کا دنگل ہوگا تین دن تک کشتم کشتا۔ دوڑ دھوپ۔ ایک ہزار روپیہ جو پہلوان انعام کے قابل ہو گئے انکو کشتی میں دوبارہ کسوٹی پر چڑھایا جائیگا اگر وہاں بھی کامل العیار نکلے تو دلی میں زور آزمائی ہوگی اور دلی کی کھرادر پر چڑھ جانے کے بعد پیرس کے عظیم الشان دنگل میں بھیجے جائینگے۔ اس دنگل میں اگر پولیٹیکل پالا جیتنے والے پہلوان بھی لیے جاتے تو دو نام ہم بھی فہرست میں درج کراتے۔ وہ کون؟ شردھانند اور پنڈت مالوی۔ یہ دونوں بوڑھے ہیں تو کیا ہوا مہابیر جی اور ہنومان کے داؤ پیچ میں بہت اچھی رہے کے خلیفہ ہیں۔ ابھی کم علی فن کا کوئی فرد میدان میں نہیں اترا ورنہ فہرست میں نام بڑھانا پڑتے۔ اتحاد و اتفاق کے دیو کو چیخ پچھاڑنا اس سے بڑھ کے پہلوان کون ہو سکتا ہے؟

توکل علیہ الرحمہ

دریا کا پانی گھٹ رہا ہے تین روز میں ایک فٹ گھٹا فرقہ ان رحمت کی مدد میونسپل کمیٹی کی طرف سے بھی کی جا رہی ہے۔ اور صاحب ڈپٹی کمشنر نے امدادی چندہ مکروہ ہے۔ شکر اللہ۔



قانون ساز چلتی گاڑی میں روڑا اور بد مزاج گھوڑا

حکومت:" اُوہ مین - یہ آٹھ گانٹھ کمیت سواری کے قابل نہیں - ہر قدم پر چراغ پا ہوتا ہے"

سائیس (کانگریس):" اجی بیٹھو تو سہی - ہیوں! ہیوں!!"

چھچھوندر

(بقیہ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۳ء)

او خبیث، افوہ - توبہ - جی میں آتا ہے حرامزادے کو کھڑکی کے باہر پھینکدوں - پھر ترس آتا ہے کہ کون معصوم کی جان لے - اسکی ماں غیبانی ایسی سنگدل ہے کہ بے فکر ہو کے بیٹھ رہی - اتنے میں ریل نے سیٹی دی میاں انجن نے بھک بھک کی صدا لگائی میرا دل دھک دھک کرنے لگا - ہر ایک کے لبوں پہ مسکراہٹ ہے میرے دم پر بنی ہوئی ہے -

گارڈ نے کہا "کہیے صاحب! کوئی رہ تو نہیں گیا"

میں "ارے اس بچہ کی ماں رہ گئی"

گارڈ "کیا؟"

میں "اجی اماں - اماں بچہ کی اماں"

گارڈ "صاحب وہ یہیں گاڑی میں بیٹھی ہوئی تھی"

میں "مگر وہ کھانا کھانے اُتری تھی"

گارڈ "ہرگز نہیں کھانے کے کمرے میں وہ نہیں گئی"

میں "اچھا تو آپ گاڑی روک لیجیے"

گارڈ "بندہ خدا کچھ خیر ہے - اتنے گنتی کے آدمی ہیں اگر وہ اُترتی تو کوئی نہ دیکھتا - اب وہ آ چکی - صاحبزادہ مبارک ہو"

میں "ایں"

گارڈ "ایں ایں کیسی - خدا سے دعا کیجیے کہ اسکا رزق آپ کے سینے میں پیدا کر دے"

میں "بیٹے؟"

گارڈ "آپ کے بھولے پن کی بھی قسم کھائی جاتی - مرد خدا کسی طرح تمہاری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ حرامی بچہ زبردستی گلے منڈھا گیا ہے - اس عورت کو ایک بے وقوف کی ضرورت تھی اُسکی قیافہ شناسی کی داد ہے کہ اس نے تم کو انتخاب کر لیا"

ایک "اجی کون جانتا ہے کہ اس عورت سے اور ان حضرت سے سابق کی شناسائی نہ تھی - وہی مثل ہے..... کہاتے ہیں بچے"

دوسرا "کالا ہے ہو بہو باپ خاوند" (قہقہہ)

میں "خدا کی قسم - میں تو ابھی تک کنوارا ہوں"

ایک عورت "تو کیا ہوا - کیا کنوارے کے یہاں بچہ نہیں ہوتا؟"

(رب خدا غارت کرے اس چڑیل کو کیا مکار تھی - (ٹھاؤں ٹھاؤں ٹھاؤں ٹھاؤں) الہی سنت - ہائے گھر قریب ہے اسٹیشن پر ابا اور اماں دونوں میرے استقبال کو آئے ہونگے - قصبہ کی لڑکیاں بھی ہوں گی - کیا جان عذاب میں ہے"

بچہ گیا تو لیے سے نجاست پونچھی -

ایک چنچل لڑکی "ہمارے ساتھی کو آیا گیری میں خاص سلیقہ ہے"

دوسری شوخ دیدہ "اجی آپ نے ونڈے کو بیچ ہی ڈال دیا ہے ایسا نہ ہو سردی کھا جائے - حرامی سہی مگر ہے تو انسان کا بچہ - ایک غریب عورت اپنی امانت آپ کے سپرد کر گئی ہے اسکا خیال کیجیے"

(ٹھاؤں ٹھاؤں ٹھاؤں ٹھاؤں)

تیسری گیسو بریدہ "ہا ہا کیا ارگن باجہ ہے"

چوتھی اچھال چھکا "اللہ کی دین ہے - کنوارپنے سے دایہ گیری کی خدمت لیتا ہے - صبر شکر سے کام لیجیے - دو سال محنت کرنے کے بعد جب وہ ابا کہے گا تو آپ کا دل باغ باغ ہو جائے گا"

خدایا - بابل آن آ گیا - اب ریل ٹھہرے گی قصبہ بھر مسافر کی زیارت کو اُمنڈ آیا ہے - افسوس لوگ کہیں گے اسی بیچ سفر کیا تھا - کمائی ساری چکا گو کی بیوہ کے طفیل ہوئی - ساری صعوبت کا نتیجہ یہ گٹھری (بچہ) ہے -

میں نے خیال کیا کہ جو کچھ ہو دوسروں کی مصیبت پر ہنسنے والیوں کے سر اس بوجھ کو لادنا چاہیے قبل اسکے کہ گاڑی اچھی طرح رکے میں نے بچہ ایک عورت کی گود میں ڈال دیا اور کھڑکی سے کود کے بھاگا - آبادی کی طرف جاتا تو استقبال کرنیوالے روک لیتے - مسافروں کو میرا نام معلوم ہوتا اور پھر ڈولی ہاتھ کھلنے بڑے پڑتی - میں مسافروں کے پیچھے نہیں چڑھا - نہ ماں باپ سے اسٹیشن پر ملا لیکن گاڑی سے شور بلند ہوا "لینا پکڑنا بچہ چھوڑ کے بھاگا جاتا ہے" چھپتا اب مسافروں سے اور استقبال کرنے والوں سے ملاقات بھلی ہوگی تو سلدا قصہ انھوں نے سن لیا ہوگا - شکر ہے کہ کسی نے میرا نام نشان نہیں جانا مگر جو جانتے تھے کہ یہ حرکت سوا "چھچھوندر" کے اور کسی کی نہیں ہو سکتی ....

میں سمجھتا ہوں کہ اُن چربانک عورتوں کو منہ کی سزا مل گئی ہے

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گزشت

سترھواں باب

مجھے تعجب ہے کہ اتنی پھرتی مجھ میں کہاں سے پیدا ہو گئی - لیکن یہ پھرتی کوئی غیر معمولی بات نہ تھی شرم اور ڈھٹائی کا معرکہ جب کسی میدان میں پیش آئے تو میری ڈھٹائی نے ہمیشہ پیٹھ دکھائی - بھاگنے کا چلتا ہوا نسخہ اس بیماری کا مجرب علاج ہے چنانچہ اس معرکہ میں بھی انڈا تو نہیں شدہ بچہ چھوڑ کے بھاگا - البتہ قابل لحاظ وہ جرات ہے جو بچہ کسی عورت کی گود میں دینے کی ہے - شاید مصیبت انسان کو مستعد بنا دیتی ہے -

بہر حال اب وطن کی خوشگوار ہوا ہے اور میں رہتی - خوب گزرتی ہے - گو دام میں والد ماجد کو گھاٹا نظر آتا ہے لیکن میں خوب جانتا ہوں کہ ابھی خاصی منفعت ہے میرا وجود مسعود ایسا نہیں ہے جو بستی بھر کی طبیعتوں کو میلہ پیدا کرکے - میری یاد کے واسطے دن میں ایک مرتبہ مجبور نہ کر دے بخصوصاً کھلنڈرے لڑکے اور خوش مزاج نوجوان لڑکیاں - جبتک مجھے نہ دیکھیں انھیں کھانا ہضم نہیں ہوتا واقعات جبتک تازہ رہتے ہیں اُسوقت تک زبان زد رہتے ہیں - چکا گو کی بیوہ کا قصہ یا بڑے میاں کے بارود سے اُڑنے کا افسانہ میں نے بیان نہیں کیا - اسٹیشن ماسٹر نے گارڈ کی زبانی اس نامنجار حرامی بچے کی کہانی خوب پھیلائی - مدتوں میرا نام بجائے مسٹر فلٹر کے "دایہ جی" مشہور رہا میں نے گھر سے نکلنا چھوڑ دیا اور یہ نام بھی رفتہ رفتہ جاتا رہا - لیکن ما بدولت - آخر مرد بچہ ہوں خانہ نشین کب تک رہتا

اور میں اگر بچارا چھپتا بھی تو دوست احباب کیوں بخشنے لگے۔ جاڑے کا موسم آ گیا ۔ ۱۰ فروری کی تاریخ ایک شکر خان جلسۂ رقص کے واسطے معین ہوئی۔ میں بھی بلایا گیا۔ ناچنا آج کل مہذب انسانوں کا ایک ضروری جزو زندگی ہے۔ میں انکار نہ کر سکا شاید دائرۂ تہذیب سے باہر نکال دیا جاؤں۔ دل مطمئن ہو جانے سے مجھے بجائے خود یہ خیال تھا کہ میں بھول گیا ہوں وہ پہلے کی سی کمزوری مجھ میں نہیں ہے۔ میں نے ہنٹی سلو کم سے ساتھ ناچنے کا وعدہ کیا۔ وہ بھی راضی ہو گئی۔ شاید اُس کے دل سے پہلی شکایتیں دفع ہو گئیں۔ شاہی سیر گاہ کی تیسری منزل پر تھا۔ باقی بے پچے کی پھسلنے والی گاڑی میں نے شب بھر کے لیے عاریتاً مانگ لی ہنٹی سلو کم کو ساتھ لیا۔ شکر ہے کہ سوا ایک مرتبہ اپنے بوٹ سے اُس غریب کا پاؤں کچل دینے کے اور کوئی فروگزاشت مجھ سے نہیں ہوئی۔ آدھی رات گزر چکی تھی۔ دعوت کی میز گوناگوں غذاؤں سے مزین تھی۔ مگر مجھے یہ فکر تھی کہ خدا کرے کوئی غلطی نہ ہو۔ تھوڑی دیر حرف و حکایات کے بعد ناچنے کا وقت آ گیا۔ لوگ اپنی جگہ سے اُٹھے اور ناچا اپنا جوڑا تلاش کرنے لگے مجھے یکایک خیال ہوا کہ بار بری ہوئی بھلا بھرے مجمع میں ایک جوان لڑکی کا ہاتھ پکڑ کر ناچا جائیگا۔ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ چلو۔ میں نے جواب دیا کہ تم چلو میں آتا ہوں ذری انگیٹھی سے ہاتھ پاؤں سینک لوں۔ لوگ متفرق ہو گئے۔ میں نے ارادہ کیا کہ تبدیل لباس کے مردانہ کمرے میں پہلے اپنی پوشاک آئینہ کے سامنے دیکھ لینی چاہیے شاید کوئی ہنسی کے قابل بات پوشاک میں نکل آئے۔ میں چلا اور ایک کمرے میں گھس گیا۔ ٹوپی اتاری پھر ریشمی کالر کو ٹھیک باندھا ٹائی الگ کی پھر گرہ لگائی۔ چہرہ پر بغور نگاہ دوڑائی بفضل خدا ایک شکل سے اچھا ہوں۔ مستانہ پھنسنے لگا۔ آئینہ کے قریب زنانہ ہاتھ کے کئی جوڑے دستانے رکھے ہوئے تھے۔ ارے! کیا میں زنانہ کمرے میں ہوں؟ لاحول ولا قوۃ۔ بھاگو میاں جیبو ورنہ شرمندگی ہوگی۔ قدم اٹھایا ہی تھا کہ لوگوں کی آہٹ سنی جیسے سب اسی طرف آ رہے ہیں۔ آپ ہی بتائیے کیا کرتا۔ ایک مسہری کے نیچے گھس رہا۔

ایک:- جی غائب ہو گئے۔

ہنٹی سلو کم:- دیکھی تم لوگوں نے جان بوجھ کے عمر کی سودائی کے ساتھ میری جوڑی بنا دی تھی کہ خواہ مخواہ کی ذلت ہوگی مگر کسی نے ساعت ذکی راستے میں میرا پاؤں کچل دیا عجب موذی بے ڈھنگا۔ بیزر۔ نکمٹو مردوا ہے۔

دوسری:- بھلا وہ کہاں چل دیے مردانہ کمرے میں نہیں ہیں سب نے ڈھونڈ ڈھا لیا کوئی سوئی تو ہے نہیں۔ اتنا بڑا لمبا تڑنگا مردوا۔

تیسری:- بہن تم تو جان بوجھ کے ننھی بنتی ہو۔ تھوڑی سی شرم آ گئی ناچنے کی جرأت نہ ہوئی۔ بھاگ ہی بھاگا ہی ہی۔ قہ قہ قہ قہ قہ۔

پہلی:- ارے واہ رے جیبو بڑے نام کیے دیکھو جیبوں میں تو خود نہیں لگا رہے ہیں یا کسی کی گٹھڑی میں ڈھونڈو۔

تیسری:- معلوم ہوتا ہے آج پھر کسی کے کشیدہ پر بیٹھ گئے ہوں گے پھر تو سوئی چبھ گئی۔

ہنٹی:- سبحان اللہ جانتا ہے اسکا اول جلول پن مجھے بہت بھلا لگتا ہے جو آج وہ یہاں موجود ہوتا تو میں ایک ہی پاؤں سے اسکے ساتھ ناچتی اور انگوٹھا کچلنے کی شکایت کبھی نہ کرتی۔

پانچویں:- اے ہاں۔ وہی مثل ہے کہ ناچ مجھے بجائے نہیں کانے بھی سہانے نہیں۔

چھٹی:- بلا سے تھوڑی دیر غم غلط ہو جاتا یہی کیا کم ہے۔ جہاں وہ نہیں وہاں محفل سونی ہوتی ہے۔

ساتویں:- چاہے جو کچھ کہو مگر ہے آدمی خوبصورت جو جیبو نہ ہوتا تو آج بڑے بڑوں کی دال نہ گلتی۔

آٹھویں:- قربان ایسی صورت کے خوبصورتی کا نتیجہ یہی ہے کہ کسی کا پاؤں کچلے کسی کو گرا دے یا گرائے۔

اُف اُف! میرا خون اس اہانت سے کھولا جاتا ہے میں اپنے منہ میں رومال ٹھونس رہا ہوں کہ بے اختیاری میں کہیں آواز نہ نکل جائے جو بنا بنایا بھرم ٹوٹے۔ ہاتھ پاؤں میں غصے کے مارے تھرتھری ہے کنپٹیاں تپک رہی ہیں سانس میں فرق ہنگ ہے کمرے میں آیا اور کہا:-

تم لوگ ناحق پریشان ہوتی ہو وہ غریب اپنے بچے کو دودھ .... ہے۔

میں نے غصہ میں پاؤں پٹک دیا مسہری ہلی اب کیا تھا آفت آ گئی:- ارے یہ کیا ہوا کوئی تو ہے۔ چور ہے چور ہے جی ہے بل بل۔ ... دوڑو دوڑو۔

ایک نے ڈرتے ڈرتے پلنگ کے نیچے جھانکا اور چیخی:- ہے ہے۔ کوئی مردوا ہے۔

مسہری اُٹھائی گئی۔ بندۂ جناب اُٹھ کھڑے ہوئے۔ بھاگنا چاہا مگر ہمت بول گئی۔

کچھ دیر حیرت کا عالم طاری رہا پھر جو قہقہہ کی صدا بلند ہوئی تو معلوم ہوا کہ لوگ گریوں سے چھت کوٹی جا رہی ہے۔

ناظرین! ایک ہی نوعیت کا یہ دوسرا واقعہ ہے ....

اٹھارھواں باب

ہاں حضرت میں بھاگا اور ہوش آتے ہی بھاگا۔ ایک منٹ بھی نہ ٹھہرا کیوں ٹھہرتا۔ لیجیے کہ لوگ بیٹھے ہیں اُڑائیں اور میرے روبرو پھبتیاں آوازے کسیں یہ شرم اور غیرت کے خلاف ہے۔ گھر پہونچا کمرے میں چارپائی پر ڈھیر ہو گیا۔ خیال ہے کہ صبح کو دوکان کی بکری خوب ہوگی۔ شہر بھر کی بے فکری لڑکیاں صرف اس شخص کو دیکھنے آئینگی جو زنانہ کمرے میں مسہری کے نیچے سے برآمد ہوا۔ خیر آنے دو میں دوکان پر ہرگز نہ بیٹھونگا۔ کیوں بیٹھوں۔ حقارت آمیز نگاہوں کا مقابلہ کرنے؟ اس مقابلہ کرنے کے بعد دل و دماغ کا نہ ٹھکانا ہوگا؟ خواب میں خوبصورت چڑیلیں منہ چڑھاتی انگلیاں نچاتی دکھائی دیں۔ اللہ اللہ ان کمبختوں سے نہ عالم بیداری میں نجات ملتی ہے نہ عالم خواب میں۔ آنکھ کھلی تو تین بجے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے پلنگ ہی پر سے جواب دیا ابھی نیند نہیں بھری رات بھر کا جاگا ہوں میں ابھی نہ کروں گا۔ وہ چلی گئیں میں منہ لپیٹ کے پڑ رہا۔ دوپہر کو وہ پھر آئیں۔ (باقی آئندہ)

امراض وبائیہ و بالخصوص ہیضہ سے بچنے کے تدابیر

اطبائے دواخانہ معدن الادویہ کا بیش بہا مشورہ

۱- ہوادار و کشادہ مکان میں رہنا جس میں دھوپ و ہوا کافی گذرتی ہو۔
۲- گرد و گرد [illegible] سے مکان [illegible] دن میں دو مرتبہ [illegible]
۳- [illegible] صندل [illegible] برگ جھاؤ وغیرہ کا جلانا۔
۴- کافور کا ہر وقت اپنے پاس رکھنا اور سونگھنا۔ صندل سیب۔ گل نیلوفر [illegible]
[illegible] پاس رکھنا اور سونگھنا۔
۵- [illegible] جو ترش اور [illegible] تک [illegible]
روزانہ صبح [illegible] زہر مہرہ خطائی ایک رتی [illegible]
[illegible] گلاب میں حل کر کے پینا۔ یا پانچ تیلیاں [illegible]
کی ۳ عدد کالی مرچ پیس کر پینا۔
۶- [illegible] زیادہ محنت و ریاضت [illegible] اور شب بیداری سے پرہیز کریں۔
۷- [illegible] استعمال کریں اور [illegible] بچنا [illegible]
[illegible] بینگن۔ کدو۔ اور [illegible]
[illegible] اصل کی دال۔ [illegible]
[illegible] تمام [illegible] سے پرہیز کریں۔
۸- [illegible] پرہیز کرنا چاہیے۔
۹- [illegible] احتیاط [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کی جائے۔

ہر قسم کا طبی مشورہ بلا کسی فیس کے حاصل ہو سکتا ہے

منیجر دواخانہ معدن الادویہ۔ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ۔

امراض وبائیہ و ہیضہ سے حفاظت کرنے والے سے صحت دینے والے مجرب ادویات

حافظ طاعون و ہیضہ

یہ دوا امراض وبائیہ میں [illegible] کے لیے استعمال کی جاتی ہے خصوصاً [illegible] طاعون میں [illegible] استعمال سے [illegible]
[illegible]

عرق ہاضم ترش

یہ عرق ہیضہ [illegible]
[illegible]

اخبار کا حوالہ ضرور دیجیے

[illegible] ہیضہ سے [illegible] والے [illegible] ادویہ

[illegible] ت

[illegible]
[illegible] ہیضہ [illegible]

حب [illegible]

[illegible]

فہرست کلاں طلب فرمائیے مفت روانہ ہوگی

شرائط ایجنسی

(۱) [illegible] پیشگی جمع کرنا ہوگا۔
(۲) رقم جمع شدہ کے [illegible] کی [illegible] موقوف کر دی جائے گی
(۳) [illegible] ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائے گی۔
(۴) بحساب [illegible] فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور حسب [illegible]
کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔
[illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ

(۱) [illegible]
[illegible]
(۲) [illegible]
[illegible]
[illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ایک فلسفی مینی

مرحوم مولانا کرامت حسین سابق جج [illegible]
[illegible] تصنیفات [illegible] اردو زبان
[illegible]
[illegible]

علم الاخلاق [illegible]
[illegible]
جلد قیمت مع محصول ڈاک [illegible]

افراد کا [illegible]
[illegible] مذہب و سائنس [illegible]
[illegible]
[illegible] کمیشن معقول دیا جائے گا۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

[illegible] پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ میں باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین [illegible] شائع ہوا